دل کی بات

مدیر

سانحۂ لال مسجد
ہر دل اُداس، ہر آنکھ نم

شہنشاہِ معظم نے فرمان جاری کیا:

''لال مسجد والے باہر آجائیں، ورنہ سب مارے جائیں گے۔''

۹، ۱۰ر جولائی کی شب وفاق المدارس کے معزز علماء اور حکومتی وزراء لال مسجد کے ''ٹاکنگ پوائنٹ'' پر کھڑے غازی عبدالرشید سے مذاکرات کر رہے تھے۔ مذاکرات کامیاب ہوئے۔ غازی اور مذاکراتی ٹیم کے اتفاق سے معاہدے کی عبارت تحریر ہوئی۔ علماء نے سکھ کا سانس لیا کہ آگ ٹھنڈی ہوگئی۔ حتمی منظوری کے لیے تحریری معاہدہ ایوانِ صدر سے ہوکر واپس آیا تو سب کچھ بدلا ہوا تھا۔ جسے غازی نے ماننے سے انکار کر دیا کہ

سنا ہے اکبر نے اہل غیرت سے یہی
جینا ذلت سے تو مرنا بہتر ہے

علماء مایوس ہوکر واپس لوٹ گئے بلکہ انھیں واپس بھیج دیا گیا۔ اور پھر......

''آپریشن سائیلنس'' شروع ہوگیا۔ معصوم بچے اور بچیاں، جوانانِ گلگوں قباء ایک ایک کر کے جامِ شہادت نوش کرتے گئے اور خونی قبا زیب تن کرتے رہے۔ معصوم بیٹیاں، جن کے چہروں کو کسی نامحرم نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اُن کے سیاہ برقعے خون سے سرخ ہوکر کفن ہوگئے۔ انھوں نے جان دے دی مگر بے پردہ نہ ہوئیں:

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

عوام پوچھتے ہیں:

جب مذاکراتی ٹیم نے پرامن حل نکال لیا تھا تو اُسے کس نے سبوتاژ کیا۔ غازی کو محفوظ راستہ دے دیا جاتا تو وہ پھر بھی حکومت کی نگرانی میں رہتے۔ حکمرانوں کا الزام تھا کہ اندر دہشت گرد ہیں، غیر ملکی جنگجو ہیں، بھاری اسلحے کے ذخائر ہیں، خودکش بمبار ہیں، بارہ خودکش بیلٹس ہیں، لیکن...... آپریشن مکمل ہوا تو کچھ بھی نہ ملا۔

پھر اسلحہ لاکر سجایا گیا اور میڈیا کے نمائندوں کو بلا کر دکھایا گیا

اعجاز الحق نے کہا کہ ہماری ایجنسیوں نے غلط رپورٹس دیں۔

پھر دو لاشوں کو غیر ملکی قرار دے کر اُن کی تصویریں اخبارات میں شائع کرائیں، اُن کے والدین روتے، سسکتے

اور بلبلاتے ہوئے اسلام آباد پہنچے کہ یہ تو ہمارے پیارے اور دلارے ہیں:

اک شہنشاہ نے ''طاقت'' کا سہارا لے کر
ہم غریبوں کی محبت کا اڑایا ہے مذاق

وزارت داخلہ نے کہا کہ کوئی غیر ملکی نہیں ملا۔

وزارتِ خارجہ نے کہا کہ آپریشن کسی غیر ملکی دباؤ پر نہیں کیا۔

اُسی روز امریکی صدر بش نے اپنے ہفتہ وار ریڈیو خطاب میں کہا:

''لال مسجد آپریشن امریکی مہم کا حصہ ہے۔''

عوام نوحہ کناں ہیں، پوری قوم اشکبار ہے

سفاک بش کے حکم پر
لال مسجد میں خوں بہایا گیا
بے گناہوں کی لاشوں کو تڑپایا گیا
کتنی ماؤں کے دلوں کو دکھایا گیا!
اے وطن کے روشن خیالو!
لال مسجد کو لال تم نے کیا
سب اصولوں کو پامال تم نے کیا
سب دلوں کو پُر ملال تم نے کیا

لال مسجد تو فتح ہوگئی، لال قلعہ کون فتح کرے گا؟

ایک ننھی بچی نے اپنے وصیت نامے میں لکھا:

''میری کتابوں اور میرے سامان کو میرے ابّی اور امیّ کے سوا کوئی ہاتھ نہ لگائے۔''

یہ اس معصوم و بے بس کی، ظالموں کے ظلم کے خلاف آخری صدائے احتجاج تھی۔

افواجِ پاکستان اور عوام کے درمیاں نفرت کی دیوار کھڑی کر دی گئی ہے۔ ملک خانہ جنگی کی حالت میں ہے۔ فوج اور پولیس پر حملے ہو رہے ہیں، فوج اور پولیس حملہ آوروں کو مار رہی ہے۔ امریکہ ہمارے سرحدی علاقوں پر حملے کی دھمکیاں دے رہا ہے۔ وہ پہلے بھی حملے کر چکا ہے۔ وہ اب بھی حملے کرے گا۔ پھر کیا ہوگا؟

میرے پاک وطن کا کیا ہوگا؟

علامہ عبدالرشید غازی شہید ہو چکے، وہ اپنے خاندان کی قربانی بھی دے چکے۔ اُن کا جرم تو صرف یہی تھا کہ:

ملک اسلام کے نام پر بنا

ملک میں شریعت نافذ کرو

فحاشی کے اڈے بند کرو

لیکن انھیں اس جرم پر بہت سخت سزا دی گئی۔ صرف انھیں نہیں بلکہ اُن کے پورے خاندان کو، جامعہ حفصہ کی معصوم، باحیا اور باپردہ بیٹیوں کو اور جامعہ فریدیہ کے پیارے بیٹوں کو۔ اب کہ...... جامعہ حفصہ کی زخمی زخمی عبارت زمیں بوس ہو چکی ہے۔ اس کا ملبہ بھی اٹھا لیا گیا ہے۔ شہید بیٹیاں اور بیٹے اجتماعی قبروں میں ابدی زندگی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ قرآن پاک کے سینکڑوں نسخے گندے نالے میں گرے پڑے ہیں۔ بیٹیوں اور بیٹوں کے کٹے ہوئے اعضاء بھی اسی نالے میں خاموش فریادی ہیں۔

خوش رہو اہل وطن، ہم تو سفر کرتے ہیں

ہمیں ناحق قتل کیا گیا

ہمارے ہی ہم وطنوں، مسلمان بھائیوں نے

بارود کی بارش کی، گولیوں کی بوچھاڑ کی

امپورٹڈ امریکی کیمیکل بم برسائے

بموں نے آگ لگائی، شعلے بھڑکائے

اور ہم جل کر راکھ ہو گئے

دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گئے

اور حیاتِ جاوداں پا گئے

جامعہ حفصہ تو نیست و نابود ہو گیا

لیکن یاد رکھو!

دین نہیں مٹے گا، دین زندہ رہے گا اور ہمیشہ زندہ رہے گا

لال مسجد میں نئے خطیب کی تقرری ہو چکی ہے۔ کیا ملک میں امن قائم ہو گیا؟ کیا ملکی سلامتی اور ملکی اثاثے محفوظ ہو گئے؟ کیا عام شہری دہشت گردی سے محفوظ ہو گیا ہے؟ لال مسجد تو تاریخ میں امر ہو گئی ہے۔ عفت مآب شہید بیٹیاں اور بیٹے ہمیشہ یاد رہیں گے۔ انھیں کبھی نہیں بھلایا جائے گا۔ شہید غازی کی قبر سے خوشبو آ رہی ہے:

بات کرنے کی ادا ہوتی ہے
نکہتِ گل بھی صدا ہوتی ہے

شہید غازی کہہ رہے ہیں کہ......

اک ذرا صبر کہ فریاد کے دن تھوڑے ہیں
لیکن اب ظلم کی میعاد کے دن تھوڑے ہیں